

قرآن مجید اور عقلیت پسندی

ابوالوفا محمود

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک خاص جو ہر رکھا ہے جو اسے دوسری ارضی مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے۔ وہ جو ہر اس کی فکر و عقل ہے جس کے ذریعے وہ علم و آگہی، شعور، ارادہ، تمیز و فیصلہ اور اختیار جیسی صلاحیتوں کا مالک بن جاتا ہے۔ پھر ادراک کے جو وسائل دیے ہیں ان میں سمع و بصر ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر بیس سے زیادہ مرتبہ اسی ترتیب سے کیا گیا ہے کہ ساعت کو مقدم اور بصارت کو موخر کیا گیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

”اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور تمہیں کان دیے اور آنکھیں دیں اور دل دیے، تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔“ ۱

ساعت کو پہلے ذکر کرنے کا سبب کیا ہو سکتا ہے۔ اگر ہم انسان کی تکوین اور تخلیق پر غور کریں تو یہ بات آشکارا ہوتی ہے کہ حس ساعت کی تخلیق پہلے ہوتی ہے اور حمل کے آخری ایام میں یہ اپنا کام شروع کر دیتی ہے، جبکہ بصارت ولادت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ بچہ اپنے والدین سے ساعت کے ذریعے ہی سیکھتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی عظیم شخصیات پیدائشی بصارت سے محروم تھیں۔ لیکن کوئی بھی ایسا فرد جو پیدائشی طور پر ساعت سے محروم ہو، بڑی شخصیت نہ بن سکا۔ سابقہ مذکورہ آیت میں دل کا ذکر آخر میں کیا گیا ہے اور فواد کا معنی یہاں عقلیت، تدبیر اور فہم ہے۔ لہذا قرآن کریم نے قوتِ ادراک کا ذکر کبھی ’قلب‘، کبھی ’فؤاد‘، کبھی ’لب‘، اور کبھی ’عقل‘ سے کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

”اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماوں کے پیٹ سے پیدا کیا اور تمہیں ساعت، بصارت اور دل (عقل) عطا کیے تاکہ تم شکر ادا کرو۔“ ۲

پھر فرمایا کہ:

”یقیناً سمع و بصر اور فواد یہ ساری ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ ۳

مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں کہ کان اور آنکھوں سے مراد وہ ذرائع ہیں جن سے انسان علم حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ حصول علم کے ذرائع ذائقہ اور لامسہ اور شامہ بھی ہیں لیکن ساعت و بینائی تمام دوسرے حواس سے زیادہ بڑے اور اہم ذرائع ہیں۔ اس لیے قرآن جگہ جگہ انہی دو کو خدا کے نمایاں عطیوں کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ اسکے بعد دل سے مراد ذہن (Mind) ہے جو حواس کے ذریعے سے حاصل شدہ معلومات کو مرتب کر کے ان سے

○ اسٹنٹ پروفیسر، شیخ زايد اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب لاہور

نتانجہ نکالتا ہے اور عمل کی مختلف امکانی را ہوں میں سے کوئی ایک راہ منتخب کرتا اور اس پر چلنے کا فیصلہ کرتا ہے۔^{۱۷}
 قرآن پاک وہ عظیم کتاب ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے خود فرمایا ہے کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس کتاب کا اصل موضوع انسان ہے۔ اس کا بنیادی مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور مقرر کردہ طریقے سکھانا ہے جس کے ذریعے وہ بہتر زندگی بسر کر سکے۔ یہ کتاب انسانی زندگی کے تمام شعبہ ہائے جات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور انسانی فکر کی راہ متعین کرتی ہے۔ عقل کے استعمال پر زور دیتی ہے تاکہ وہ کائنات پر غور و فکر کرے کہ یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت پیش کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں سے ایک عقل بھی ہے۔ عقل کا صحیح استعمال قرآن پاک کی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور اگر اس سے کام نہ لیا جائے یا اس کو غلط استعمال کیا جائے تو یہ قرآن پاک کی تعلیمات کے برخلاف ہو گا۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

”ان کے دل میں جن سے وہ سمجھتے نہیں، انکی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں جن سے سنتے نہیں، یہ جانوروں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ مگراہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بالکل بے خبر ہیں۔“^{۱۸}
 اس کے برعکس وہ لوگ جو کائنات پر غور و فکر کرتے ہیں اور اس غور فکر کے ذریعے ماںک حقیقی کی معرفت حاصل کرتے ہیں، قرآن پاک کی نگاہ میں یہ لوگ علم و بصیرت والے ہیں۔ ان کا موازنہ ان لوگوں کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا جو عقل نہیں رکھتے اور کائنات پر غور و فکر نہیں کرتے۔ قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:
 ”پوچھو! کیا علم و بصیرت رکھنے والے اور نہ رکھنے والے دونوں برابر ہوں گے۔“^{۱۹}

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے مخاطب صرف کفار اور مشرکین ہی نہیں ہیں بلکہ مومنین کو بھی دعوت غور و فکر دی گئی ہے۔ انہیں مظاہرِ فطرت کے مشاہدہ پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے اس سے ان کے ایمان میں مزید پچشگی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں 756 آیات ہیں جو مظاہرِ فطرت پر غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں اور 225 آیات مذکور اور فکر کے لفظ کے ساتھ آتی ہیں۔ قرآن پاک میں مومنین کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ وہ اٹھتے بیٹھتے، لیٹے اپنے رب العزت کو یاد کرتے ہیں اور کائنات کی تخلیق پر غور و فکر کرتے ہیں اور جب نتانجہ ان کے سامنے آتے ہیں تو وہ بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ رب العزت یہ کائنات تو نے ایک مقصد کے تحت تخلیق کی ہے۔ یوں ہی بے کار پیدا نہیں فرمائی۔ قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

”زمین اور آسمان کی تخلیق میں دن رات کے ادل بدل کے آنے سے ان عقل والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے اور زمین اور آسمان کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (اور پھر یوں کہتے ہیں کہ) ہمارے رب آپ نے یہ (چیزیں) بے کار پیدا نہیں کیں۔“^{۲۰}

اس آیت میں اصحاب عقل سے مراد مومنین ہی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن پاک عقلی استدلال کے خلاف ہے۔ ان کا خیال ہے کہ سائنسی علوم کی ترویج کے بعد انسان کے اندر سائنسی مزاج پیدا ہوا اور وہ عقل کا گرویدہ ہو گیا۔ لیکن ان لوگوں کا یہ خیال درست نہیں۔ قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ تعلق و تفکر کے خلاف نہیں بلکہ وہ انسان کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ عقل سے کام لے۔ یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ قرآن پاک کے استدلال کو سمجھنے کے لیے چند باتوں کو ذہن نہیں کرنا ضروری ہے۔

- ۱۔ قرآن پاک پہلے حقائق کو پیش کرتا ہے، پھر ان حقائق کی تصدیق کا نتائج اور اسکی موجودات سے کرتا ہے۔
- ۲۔ قرآن پاک کی نگاہ میں ذرائع علم میں معتبر ذریعہ وحی ہے۔ قرآن پاک میں جو عقائد پیش کیے ان پر ایمان لانے کے لیے کسی دلیل یا ثبوت کی ضرورت نہیں البتہ اطمینان قلب کے لیے دلائل کا سہارا لیا جاتا ہے۔
- ۳۔ قرآن پاک نے تعلق کی کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ خاص طور پر ما بعد الطبيعیاتی مسائل میں انسانی تحقیق اور عقلی موشکانیوں سے ماؤ را التصور کرتا ہے۔

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر علم کو ثبوت و دلیل کے ہم معنی استعمال کیا ہے اور جس بات کا کوئی ثبوت نہ ہو اسے قیاس آرائی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں نصاریٰ کی تصورات کی تردید کرتے ہیں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

”ان کو اس کے بارے میں کوئی (قطعی) علم نہیں پس گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہرگز انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غلبہ و حکمت والا ہے۔“^۵

وہ مشرکین جو بے جا تاویلیں کرتے تھے اور بغیر کسی سند کے بعض جانوروں کے گوشت کو حرام قرار دیتے تھے۔ قرآن پاک ان مشرکین سے مطالبہ کرتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

”بتاو کس علم (سند) کے ساتھ اگر سچے ہو۔“^۶

پھر فرمایا:

”ان سے پوچھو کیا تمہارے پاس کوئی علم (ثبوت) ہے جسے ہمارے سامنے پیش کر سکو۔ تم محض گمان پر چل رہے ہو اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہو۔“^۷

وہ لوگ جو کسی بغیر ثبوت کے اپنی ہوا وہوس کی پیروی کرتے ہیں۔ قرآن پاک ان کے بارے میں واضح اعلان کرتا ہے کہ:

”بلکہ اپنی جانوں پر ان ظلم کرنے والوں نے بے دلیل اپنی خواہشات کی پیروی کر رکھی ہے۔“^۸

قرآن پاک کی ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی بات، خبر یا تصور جس کا کوئی ثبوت نہ ہو، وہ اس لائق نہیں کہ اس کو علم کہا جائے۔ اس کے برعکس قرآن پاک کی رو سے کسی بھی علم کے معیار تک پہنچنے کے لیے

ضروری ہے کہ وہ دلائل و شواہد سے مزین ہو۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ قرآن پاک نے اپنے لیے بصیرۃ، نور، برھان و فرقان جیسے الفاظ استعمال کیے۔

ان آیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب ہدایت اپنی صداقت و حقانیت پر خود اپنی دلیل بھی ہے اور اس کے لیے کسی اور ثبوت کی محتاج نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن پاک کے ہر جملہ کے لیے آیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنی عربی زبان میں کسی چیز کی دلیل و نشانی کے ہیں۔ خواہ وہ زبان سے پڑھی جانے والی ہو یا انظر سے دکھائی دینے والی ہو۔

وہ لوگ جو قرآن پاک کے منزل من مَنَ اللَّهُ ہونے میں شک و شبہ کا اظہار کرتے تھے۔ قرآن پاک نے ان کے لیے دلائل پیش کیے اور عقلی استدلال کو اپنایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

”لوگ قرآن میں کیوں نہیں غور و فکر کرتے اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ہوتا، تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے۔“ ۳۱

جو لوگ قرآن پاک کی اس دلیل سے مطمئن نہیں ہوتے۔ قرآن پاک اس سے بھی آگے بڑھ کر ان کو چیلنج کرتا ہے کہ اگر وہ اپنے گمان میں صحیح ہیں تو قرآن پاک جیسی دس سورہ بنالائیں اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو ایک سورۃ ہی تیار کر کے دکھادیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

”کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو گھٹ لیا ہے؟ ان سے کہو کہ پھر تم ایسی ہی دس سورتیں گھٹری ہوئی لاو اور اللہ کے سواب ہم کو تم بلا سکوان کو بھی بلا لاو اگر تم سچ ہو۔“ ۳۲

”اور اگر وہ اس چیز کی جانب سے شک میں ہو، جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے تو لاو اس کی ماں دکوئی سورہ اور بلا لاو اپنے حمایتوں کو بھی اللہ کے سوا اگر تم سچ ہو۔“ ۳۳

ان آیات میں نہ صرف قرآن پاک کا استدلال واضح ہے بلکہ ان آیات سے تجربہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ قرآن پاک نے نہ صرف دلائل پیش کیے بلکہ ان دلائل پر غور و فکر کی بھی دعوت دی ہے۔ اگر ہم عقل کا صحیح استعمال کریں تو ان دلائل کے سامنے اپنی بے بسی کا انلہار کرنے میں کوئی بات مانع نہ ہوگی۔ قرآن پاک نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ قرآن پاک اللہ رب العزت کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اس پر غور و فکر کرے۔ اسکے معانی کو سمجھئے اور اس سے عبرت حاصل کرے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

”یہ نہایت مبارک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں اور صاحب عقل اس سے یاد دہانی حاصل کریں۔“ ۳۴

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

”ہم نے اس کو عربی قرآن بنانے کا کام تکمیل کر دیا تھا۔“^{۱۶}

پھر فرمایا:

”اسی طرح اللہ تھارے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔“^{۱۷}
اس طرح ایک جگہ اور ارشاد فرمایا:

”کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یادوں پر ان کے تالے پڑے ہوئے ہیں۔“^{۱۸}
درج بالا آیات سے واضح ہے کہ قرآن پاک تدبیر و تفکر پر زور دیتا ہے۔ انسان کو عقل کے استعمال پر ابھارتا ہے۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن پاک عقلی استدلال کے خلاف نہیں۔

قرآن پاک کائنات، خالق کائنات، انسان و دیگر مخلوقات، توحید، رسالت، آخرت، کتاب الہی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتا ہے۔ پھر انہی سے شواہد و دلائل پیش کرتا ہے اور ان سب باتوں کو انسان کے ذہن نہیں کرنے کے لیے عقلی دلائل بھی پیش کرتا ہے۔ علم کا پہلا ذریعہ حواسِ خمسہ ہیں اور حواسِ خمسہ کا براہ راست تعلق عقل کے ساتھ ہے۔

یہ مسئلہ کہ قرآن پاک نے اپنے بیان کردہ حقائق کی تائید میں کہاں تک عقلی استدلال سے کام لیا ہے یا کس طرح کے عقلی دلائل دیے ہیں۔ اس کا اندازہ متعلقہ آیات کے مطالعہ و تجزیہ سے ہو سکتا ہے۔

قرآن پاک کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ جتنے بھی دلائل و شواہد پیش کیے گئے ہیں۔ ان کا سب کا صرف ایک ہی مطلب ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والی اور اس کے نظام کو جلانے والی صرف ایک ذات ہے جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ قدرت و حکمت والی ہے۔ ان تمام دلائل کا تعلق انسان کے وجود اور اس کے ارگو چھیلی ہوئی چیزوں کے ساتھ ہے۔ ان پر سمجھی گئی سے غور کیا جائے تو قرآن پاک کی باتیں حرف بہ حرف صحیح و بحق معلوم ہوں گی۔ یہ کائنات نہ اپنے آپ وجود میں آئی اور نہ اس کا نظام خود چل رہا ہے بلکہ اس کا بنانے والا ضرور کوئی ہے اور وہ سب سے بڑا ہے۔

قرآن پاک میں ارشادِ بانی ہے:

”تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ رحمان اور رحیم ہے۔ بلاشبہ آسمان و زمین کی تخلیق، دن کے یہے بعد دیگرے آنے اور اس کشتی میں جو سمندر میں لوگوں کے لیے نفع بخش چیزیں طے کر چکی ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتنا اور اس زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر طرح کے جاندار پھیلائے اور ہواویں کی گردش میں اور بادوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان مختزہ ہیں نشانیاں ہیں عقل سے کام لینے والوں کے لیے۔“^{۱۹}

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن پاک میں جو عقلی دلائل ملتے ہیں ان کا تعلق عقائد سے نہیں ہے۔ ان کا یہ خیال درست نہیں ہے، درج بالا آیات پر غور کریں تو انسانی عقائد کو زیادہ مضبوط کرتی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر ہے۔

توحید کے بارے میں آفاقتی و مشاہداتی دلائل پیش کرنے کے بعد قرآن پاک نے ایسے لوگوں سے اس طور پر عقلی استدلال کیا کہ وہ غور و فکر کریں کہ ابتداء تخلیق سے زمین و آسمان کا یہ وسیع نظام متوازن انداز میں چل رہا ہے۔ اگر اللہ کے علاوہ اس کی خدائی میں کوئی اور شریک ہوتے تو کیا یہ نظام اسی طرح چلتا یا درہم برہم ہو جاتا۔

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ:

”اگر دونوں (زمین و آسمان) کے اندر اللہ کے علاوہ اور الہ ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے۔ اللہ! عرش کا مالک، ان چیزوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔“ ۱۰

قرآن پاک نے اس کے علاوہ لوگوں کو بعض دوسرے پہلوؤں سے بھی اس مرحلہ پر عقل کی روشنی میں غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

”جب ان سے کہا گیا کہ اللہ کی انتاری ہوئی چیز کی پیروی کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو اس طریقہ کی پیروی کرتے ہیں جس پرہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اس صورت میں بھی جب کہ ان کے باپ دادا نے کچھ سمجھتے رہے ہو اور نہ ہدایت پر رہے ہوں۔“ ۱۱

اس آیت سے واضح ہے کہ وہ تقلید جو عقل اور سچے دین دونوں کے خلاف ہو۔ وہ قابلِ مذمت ہے۔ قرآن پاک بت پرستوں کو اپنے تقلیدی عمل پر غور و فکر کرنے اور عقل کی روشنی میں فیصلہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ ان سے پوچھتا ہے کہ یہ بتاؤ کہ تم اپنے باپ دادا کی تقلید میں ان بتوں کی پوجا کرتے ہو، کچھ سوچ کر ایسا کر رہے ہو یا ایسے ہی۔ تم مشاہدہ و تجربہ کر کے جواب دو کہ اللہ کے مساوا جن کی تم پرستش کرتے ہو کیا یہ تمہاری باتیں کچھ سنتے نہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

”ان سے پوچھو کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہو جونہ تمہارے نقصان کا مالک ہے اور نفع کا اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“ ۱۲

اس کا جواب نفع کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ قرآن پاک نے ایک جگہ خود ان جھوٹے معبودوں کی کمزوری و بے بُی ظاہر کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ ان سب کامل کر ایک مکھی پیدا کرنا تو دور کی بات ہے اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اسے روک بھی نہیں سکتے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

”اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے تو اس کو توجہ سے سنو۔ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں

پیدا کر سکتے۔ اگرچہ وہ اس کے لیے سب مل کر کوشش کریں اور اگر کمکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے اس کو بچا بھی نہیں پائیں گے۔ مدد چاہئے والے اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے دونوں کمزور ہیں۔” ۲۳

اسلام کے بنیادی ارکان میں آخرت، بعثت بعد الموت اور قیامت کے تصورات پر ایمان لانا ضروری ہے۔

قرآن پاک میں ان حقائق کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور پھر ہماری طرف تم واپس لوٹائے جاؤ گے۔“ ۲۴

”بلاشہ قیامت آکر رہے گی، اسکیں کوئی شہر نہیں اور اللہ ان سب کو زندہ کر کے اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔“ ۲۵

قرآن پاک نے اس کائنات کے شواہد مظاہر ہر فطرت پیش کیے اور انہیں ثابت کرنے کے لیے عقلی دلائل بھی دیے۔ قرآن پاک نے اپنے اس استدلال میں بیان کیا کہ دیکھو ہوا کیں چلتی ہیں جو بادلوں کو ادھر ادھر لے کر جاتی ہیں اور پھر پانی برستا ہے اور اس کی بدولت مردہ زمین زندہ ہو کر سر بزیر ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ رب العزت کی توفیق سے ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔ قرآن پاک میں ارشادِ بانی ہے: ”اور اللہ ہی ہے جو بھیجنتا ہے ہواوں کو۔ پس وہ ابھارتی ہیں بادلوں کو۔ پھر ہم اس کو لے جاتے ہیں کسی خلک زمین کی طرف۔ پھر اس سے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد دوبارہ ہو جانے کرتے ہیں، اسی طرح لوگوں کو اس نو زندہ ہو کر اٹھنا ہے۔“ ۲۶

قرآن کے اس اعلان پر منکرین قیامت و آخرت نے یہ اعتراضات اٹھائے کہ جب ہم مر جائیں گے، ہماری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جائیں گی تو یہ کیسے ممکن ہو گا کہ ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ قرآن پاک اس کا جواب کچھ یوں دیتا ہے:

”اور کہتے ہیں کہ جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو پھر اٹھائے جائیں گے۔“ ۲۷

قرآن پاک نے ان کے شکوک کے ازالہ کے لیے ان کی عقل عامہ سے اپیل کی اور انہیں اس بات کی دعوت دی کہ فکر کریں اور اس کا جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ جس نے انہیں اولین وجود بخشنا وہ کچھ بھی نہ تھے اور انہیں بہترین ساخت عطا کی اور ان کو انسان بنایا کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ موت کے بعد اسے پھر زندہ کرے یا قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

”وہ کہتا ہے کون ہے جو ہڈیوں کو زندگی بخشنے گا جبکہ وہ گل کر خاک ہو چکی ہوں۔ کہہ دو ان سے وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسے ہر طرح کی تخلیق کا پورا پورا علم ہے۔“ ۲۸

عقل سليم اس کا جواب یہی دے گی کہ یقیناً اللہ رب العزت اس پر قادر ہے اور یہ اس کے لیے مشکل نہیں۔

قرآن پاک نے اس کا واضح جواب دیا ہے:

”وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے اور وہی ہے جو اس کا اعادہ فرمائے گا اور یہ اس کیلئے بہت آسان ہے۔“ ۲۹

موجودہ دور میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کسی نظریہ کے ثبوت کے لیے تجربہ کی اہمیت کو سائنس نے اجاگر کیا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ سائنس کی ترقی سے بہت پہلے قرآن پاک نے اپنے پیش کردہ نظریات میں یقین پیدا کرنے کے لیے انسان کو تجربہ کی دعوت دی ہے اور بعض اوقات خود تجربہ کر کے بھی دکھایا ہے۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اے اللہ! مجھے دکھادیجئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کریں گے۔ اس پر اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تم اس پر ایمان نہیں رکھتے تو انہوں نے کہا کہ ایمان رکھتا ہوں لیکن اطمینان قلب کے لیے یہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سارے واقعہ کو قرآن پاک میں یوں بیان کرتا ہے:

”اور یاد کرو جب کہ ابراہیم نے کہا۔ اے میرے رب! مجھے دکھادے تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ فرمایا کہ اس بات پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہا ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل پوری طرح مطمئن ہو جائے۔ فرمایا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے سے مانوس کرلو۔ پھر ان کو (مکڑے مکڑے کر کے) ہر پہاڑی پر ان کا ایک ایک حصہ رکھ دو۔ پھر ان کو بلا د تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے اور جان رکھو کہ اللہ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔“ ۳۷

قرآن پاک اپنے نظریات کی تائید اور دعووں کے اثبات میں مختلف قسم کے دلائل و شواہد پیش کرتا ہے۔ جو لوگ قرآن پاک کے پیغام کو قبول کرنے کی بجائے شرک پر جائے ہوئے تھے۔ ان کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

”کیا انہوں نے اللہ کے سواد و سرے مبود ٹھہر ارکے ہیں۔ ان سے کہو کہ اپنی دلیل لائیں۔“ (الانبیاء: 24)

قرآن پاک کی استفہامیہ آیات کی مختلف اقسام ہیں۔ ایک وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی حاکیت، خلاقیت و ربوبیت کے تصور کو جاگریز کیا گیا ہے اور انسان سے سوال کیا گیا ہے اور پھر اس کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

”پوچھو! آسمان و زمین میں جو کچھ ہے کس کا ہے۔ کہہ دو اللہ ہی کا ہے۔“ ۳۸

”پوچھو: آسمان و زمین کا رب کون ہے۔ کہہ دو اللہ (عزوجل)“ ۳۹

دوسری قسم کی وہ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کے بارے میں ایک بار نہیں بلکہ دو بار سال اٹھایا اور انسانی ذہن کو اس جانب متوجہ کرنے کے بعد جواب دیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

”کھکھلانے والی! کیا ہے کھکھلانے والی اور تمہیں کیا معلوم کہ کیا ہے کھکھلانے والی۔ اس دن لوگ بکھرے ہوئے پتھنوں کی مانند ہوں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہو جائیں گے۔“ ۴۰

آیات کی تیسرا قسم وہ ہے جس میں استفہام کے ساتھ فحی بھی ہے۔ اس نوع کی آیات میں اللہ رب العزت

نے اپنی تخلیق کے عجائبات، قدرت کے کمالات اور ربوبیت کے کر شمے ذکر کر کے یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا لوگ ان کا مشاہدہ نہیں کرتے۔ ان پر بصیرت کی نگاہ نہیں ڈالتے۔ ان میں تدبیر و نظر نہیں کرتے۔ گویا ان لوگوں پر حرمت ظاہر کی ہے۔ اگر وہ ایسا کریں۔ یعنی نفس و آفاق کی چیزوں پر دھیان دیں اور مظاہر فطرت پر گہری نظر ڈالیں تو یقیناً اللہ کی خالقیت، وحدانیت اور ربوبیت میں ان کا یقین کامل ہو جائے گا۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

”کیا یہ لوگ اونتوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے۔ آسان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بلند کیا گیا اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی ہے۔ اچھا تو نصحت کیے جاؤ اور تم بس نصحت کرنے والے ہی ہو۔“ ۲۴

”کیا ان کفر کرنے والوں نے غور نہیں کیا کہ آسان وزمین ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے ان کو الگ الگ کیا۔“ ۲۵

”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کیا ان کی چال کو برداشت نہیں کر دیا؟“ ۲۶

اس کے علاوہ استغفار میں آیات کی ایک اور منفرد قسم ملتی ہے جس میں انسانوں سے سوال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا جواب خود ان کی عقل پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اس پر غور کر کے خود اس کا جواب معلوم کریں۔ ارشاد ربانی ہے:

”کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔“ ۲۷

پھر فرمایا:

”ان سے پوچھو کہ کیا تم نے غور کیا کہ اگر تمہارا پانی نیچے اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے صاف شفاف پانی لائے گا۔“ ۲۸

اس قسم کی بہت سی آیات ہیں جن کا جواب انسان کی سوچ و فکر پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ قرآن پاک کا ایک مخصوص انداز بیان ہے اور اس سے بھی عقل کے استعمال پر کافی زور ملتا ہے۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے:

”پوچھو کیا علم و بصیرت رکھنے والے اور وہ جو نہیں رکھتے برابر ہو جائیں گے۔“ ۲۹

”پوچھو کیا نابینا و بینا برابر ہو جائیں گے، کیا تم غور نہیں کرتے۔“ ۳۰

اس تمام بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی نگاہ میں عقلی استدلال کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ کسی بھی چیز کو سمجھنے کے لیے نہ وہ عقل کے استعمال کو روکھتا ہے، بلکہ وہ اس کی ترغیب بھی دیتا ہے۔ اور انسان کو بار بار اس کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اس عطیہ خداوندی کا صحیح استعمال کر سکے۔

قرآن پاک خود انسان کو کائنات میں غور کرنے اور اپنی فکر و نظر کو استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام انسان کو اندھی تقیید اور لکیر کا فقیر بننے سے منع کرتا ہے۔

حوالی

- سورة الحساد، آیت: 9
- سورہ الحل: 78
- سورۃ الاسراء: 36
- مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، جلد 4، ص: 296
- الاعراف: 179
- زمر: 19
- آل عمران: 191-190
- النساء: 158-157
- الانعام: 150
- الروم: 39
- النساء: 82
- البقرہ: 14
- هود: 13
- الزخرف: 3
- محمد: 24
- البقرہ: 219
- الانبیاء: 21-20
- البقرہ: 164-163
- المائدہ: 76
- العنكبوت: 57
- فاطر: 9
- سیمین: 78-79
- المومونون: 82
- الروم: 27
- البقرہ: 30
- الرعد: 32
- الغاشیہ: 34
- القارعة: 5-1
- اپلیل: 36
- الملك: 30
- المومونون: 36
- الازم: 9
- الانعام: 50